

اندلس کا عہد ملوک الطوائف

ڈاکٹر امین اللہ وثیر

سیاسی حالات

مسلم اندلس کی وہ شاندار سلطنت جسے عبدالرحمن الثالث نے اپنی قوت بازو اور جرأت و ہمت سے پروان چڑھایا تھا۔ ۱۰۳۱ء میں بہت سے مختلف ٹکڑوں میں منقسم ہو گئی اور تقریباً بیس چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے جنم لیا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب اندلس میں بنو امیہ اور بنو حمود کے بعد سلطنت کمزور پڑ گئی تو ہر جانب سے موالی، وزراء، عرب سردار نیز چھوٹے چھوٹے بربر افسرانہ کھڑے ہوئے اور ہر ایک نے اپنی بادشاہت اور خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اس طرح سلطنت کا کاروبار مختلف گروہوں اور طبقوں میں بٹ کر رہ گیا۔ ان سرداروں اور قبائل کے سرگروہوں میں سے ہر ایک نے دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کی اور ایک دوسرے سے لڑنے بھڑنے لگے۔ اور اس خانہ جنگی کی وجہ سے خود بخود کمزور ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے یورپ کے عیسائی بادشاہوں کو خراج ادا کیا۔ بالآخر یوسف بن تاشفین مراکش سے آیا اور اس نے غیر مسلم قوتوں کو اندلس سے دوبارہ نکال باہر کیا۔

بقول پروفیسر حتی :

۱۰۳۱ء میں قرطبہ کی اموی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا، اس کے کھنڈروں سے چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستوں کا ایک جھرمٹ پیدا ہوا جنہوں نے ایک دوسرے سے لڑ بھڑ کر اپنی

طاقت کھو دی - اس قسم کی بیس چھوٹی چھوٹی عارضی ریاستیں قائم ہو گئیں، (۱) -

ان ریاستوں میں سے بعض اتنی بے طاقت اور کمزور تھیں کہ دوسرے ہمسائیوں نے انہیں ہڑپ کر لیا اور وہ اپنا دفاع نہ کر سکیں - یہی بے چینی اور اضطراب کا زمانہ تاریخ اندلس میں ،،عصر ملوک الطوائف،، کہلاتا ہے - یہ واقعہ پانچویں صدی ہجری کا ہے - بے اطمینانی اور خانہ جنگی کی یہ حالت تقریباً ستر سال تک قائم رہی - اس طوائف الملوک کی میں سب سے اہم اور مضبوط قرطبہ کی حکومت بنی جہور اور اشبیلیہ کی حکومت بنی عباد تھیں - ان کے علاوہ طلیطلہ اور سرقسطہ کے بنو ذی النون اور بنو ہود، بطلیوس کے بنو الافطس اور غرناطہ کی حکومت بنی زیری بھی خاصی شہرت کی مالک تھیں - بقول نکلسن ،،اندلس کی یہ حالت بعینہ پندرہویں صدی عیسوی کے اٹلی سے مشابہ تھی،، اگر غور کیا جائے تو نکلسن کی یہ تشبیہ اندلس کے اس عہد کی صحیح صورت حال کا مکمل نقشہ پیش کرتی ہے (۲) -

،،ملوک الطوائف،، کے درمیان ہمیشہ سیاسی اور ملکی جھگڑے برپا رہے - اکثر جدال و قتال تک بھی نوبت پہنچ جاتی - لیکن یہ لوگ اس عظیم خانہ جنگی کی تباہ کاریوں اور برے نتائج کی ہولناکیوں سے قطعاً بے پروا اور بے خبر تھے یہاں تک کہ شمال کے نصاریٰ نے ان کی اس بدحالی سے فائدہ اٹھایا - انہوں نے اپنی بکھری ہوئی صفوں کو درست کیا - اپنی ضائع شدہ قوت کو مجتمع کیا اور پھر مسلمانوں کے شہروں، قصبوں، قلعوں اور سرحدوں پر یلغار کر دی اور حالت یہ ہو گئی کہ :

،،ان شہروں سے اسلام کا آفتاب غروب ہونے کو تھا - اور شاید

قدرت کو خود بھی یہی منظور تھا۔ اس لئے چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کے دلوں میں کینہ اور بغض و حسد کی آگ بھڑکی۔ انہوں نے اپنے آپ کو خود اپنے ہی ہاتھوں ہلاک کر ڈالا۔ ایک دوسرے کے خلاف نصاریٰ سے مدد و اعانت چاہی۔ یہاں تک کہ طالب و مطلوب دونوں کے دونوں کمزور پڑ گئے اور اس طرح دنیا میں ذلیل و خوار ہوئے « (۳)۔

اس وقت اندلس کے علماء و فقہاء ملک کی اس افسوسناک صورت حال کی نزاکت کو اچھی طرح محسوس کر رہے تھے۔ اب ان کے سامنے دو ہی راستے رہ گئے تھے۔ اول یہ کہ وہ اپنی مملکت کو چھوڑ کر ملک بدر ہو جائیں اور عیسائیوں کے غلبے کے لئے راستہ صاف کر دیں۔ دوسرے یہ کہ اندلس سے باہر کے کسی مسلمان طاقتور حکمران سے مدد طلب کریں۔ علماء اور ارباب دانش نے اس دوسرے طریقے کو زیادہ مناسب اور اقرب الی الصواب جانا۔ امراء دولت نے بھی ان کی تائید کی اور انکی رائے پر صاد کہا، چنانچہ ایک سفارت جو قاضی بظلیوس، قاضی غرناطہ، قاضی قرطبہ اور وزیر اشیلیہ پر مشتمل تھی امیر المغرب یوسف بن تاشفین کی طرف روانہ کی گئی۔ امیر یوسف اس وقت کے تمام مسلمان حکمرانوں میں سب سے زیادہ طاقتور اور صاحب جرأت و ہمت انسان خیال کیا جاتا تھا۔ اس نے ان لوگوں کی آواز پر لٹیک کہا اور اندلس کی سر زمین پر جا اترا اور اسی بطل جلیل کی بدولت دوبارہ اسلام اور مسلمانوں کے قدم سر زمین اندلس میں مزید چار سو سال کے لئے جم گئے۔

علمی و ادبی حالات

یہ تو تھی اندلس کی سیاسی پس ماندگی کی حالت گیارھویں صدی عیسوی کے آغاز میں۔ لیکن اس عالم انحطاط و تنزل اور

بستی کے باوجود حرکت علمی و ادبی قوی سے قوی تر ہوتی چلی گئی۔ ایک طرف سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے تھے اور دوسری طرف بزم علم و ادب کی رونق دن بدن دوبالا ہوتی جا رہی تھی۔ اس عہد کو اندلس کے عربی ادب کا سنہرا دور اور زمانۂ عروج و اقبال تسلیم کیا گیا ہے۔

بیشتر،،ملوک الطوائف،، بذات خود، عظیم القدر علماء و فضلاء میں سے شمار کئے جاتے تھے۔ ان کے دربار مختلف وفود کے لئے منزل مقصود، سخاوت و فیاضی کے سرچشمے، ارباب حاجت کی امیدوں اور تمنائوں کی قبلہ گاہ اور اہل فضل و کمال ادباء و شعراء کی آماجگاہ بنے رہتے تھے (۴)۔ اس سلسلے میں سید امیر علی کے الفاظ بڑے پر شکوہ اور حقیقت کے آئینہ دار ہیں :-

،،مالا ٹوٹ گئی اور موتی بکھر گئے۔ چھوٹے چھوٹے بادشاہوں نے

اپنی اپنی آزاد حکومتیں قائم کر لیں لیکن اس پر بھی علم و

حکمت کا دیا جلنا رہا۔ علوم و فنون پر زوال آنے کی بجائے

انہیں اور بھی فروغ اور ترقی حاصل ہوئی،، (۵)۔

کہا جاتا ہے: ،،إِنَّ كُلَّ نِعْمَةٍ فِي طَيْبِهَا نِعْمَةٌ،، بالکل اسی طرح فتن و

شرور سے بھرا ہوا یہ دور بھی اندلس کے عربی و اسلامی ادب کے لئے

رحمت پر پایاں ثابت ہوا۔ اس زمانے میں علماء و فضلاء کا قرطبہ سے

بھاگ جانا بھی ایک نعمت عظمیٰ ثابت ہوا۔ یہ لوگ مملکت کے

مختلف چھوٹے اور بڑے شہروں میں پھیل گئے۔ ان کے علم و فضل کے

خزانے لبالب بھرے ہوئے تھے اور ان کے سینوں سے علم وافر کی

نہریں جاری تھیں۔ انہوں نے جہاں کہیں بھی نرم مٹی موجود پائی،

اور زرخیز زمین دیکھی وہیں علم و ادب کے بیج بو دئیے۔ اس سے

بڑے لذیذ اور شیریں ثمرات پیدا ہوئے۔ ان اہل دانش کی محنت

بار آور ہوئی اور عوام علوم ریاضیہ و فلسفیہ کی طرف ٹوٹ پڑے۔ صاعد الاندلسی اپنی کتاب طبقات الامم (ص ۶۷) میں لکھتے ہیں :
 ,,جب طوائف الملوک کا زمانہ آیا تو لوگوں نے ان کتابوں میں جو قرطبہ سے مختلف شہروں اور اطراف و جوانب منتقل کی گئی تھیں ، بے شمار مفید اور قابل قدر خزانے مدفون پائے ، ہر صاحب علم کے سینے میں جتنا کچھ اور جو کچھ علم موجود تھا۔ یکا یک باہر ابل پڑا اور علوم قدیمہ کی طلب و جستجو میں دن بدن رغبت بڑھنے لگی۔ الحمد للہ! آج کی حالت اندلس کی گذشتہ حالت اعراض عن العلم سے بدرجہا بہتر ہے۔
 اس عصر الملوک میں جو بذات خود مختلف قسم کی سیاسی اور اجتماعی برائیاں اپنے اندر رکھتا تھا۔ سب سے بڑا کارنامہ ، بیش بہا وصف اور اہم کام۔ یہ ظہور پذیر ہوا کہ عام لوگوں میں بھی غور و فکر ، تحقیق و تدبیر ، تجسس و تفحص اور طلب و جستجو کی ایک تیز لہر دوڑ گئی۔ ابو الولید الشقندی کا کہنا ہے :-

,,جب یہ عالی درجہ کا نظام سیاسی تار تار ہو گیا ، بکھر کر رہ گیا اور یہ عظیم سلطنت مختلف ٹکڑوں اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئی تو اس تفریق سلطنت میں بھی ایک بڑی نعمت پوشیدہ نکلی یعنی علماء و فضلاء اور ارباب علم و دانش کا وجود گویا علوم و فنون کا بازار گرم ہو گیا ، لوگ نظم و نثر میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے اور بازی جیت جانے کی کوششوں میں مشغول ہو گئے۔ اس زمانے میں بادشاہوں اور امراء و رؤساء کے اتنے پر شکوہ اور عظیم الشان قصائد لکھے گئے کہ اگر اسی خوبصورت انداز اور اسلوب حسین میں تار و تاریک رات کی بھی وصف نگاری کی جاتی تو وہ تابناک سورج والے دن سے بھی زیادہ روشن ہو جاتی ۔ (۶)۔

بہر ان عظیم المرتبت ہستیوں، علماء و فضلاء، میں سب سے بڑی صفت اور جذبہ خیر و صلاح یہ تھا کہ ان کی اکثریت، ریاکاری اور ظاہر پسندی سے بڑی متفرّ تھی۔ یہ لوگ غلط سلط تعریف و تمجید اور بے جا مدح و ثناء کو ناپسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ ابو غالب اللغوی نے ایک کتاب تصنیف کی۔ ملک دانیہ مجاہد العامری نے اسے ایک ہزار دینار کی پیشکش کی لیکن شرط یہ لگائی کہ یہ کتاب اس کے نام سے معنون کی جائے، ابو غالب اس بات پر راضی نہ ہوا۔ اس نے اس گراں قدر عطیے کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ وہ کتاب جسے میں نے عوام الناس کے فائدہ اور نفع کے لئے لکھا اور اسکی تدوین و تالیف میں اپنی پوری ہمت و کوشش صرف کر دی۔ اب اسے کسی اور کے نام معنون کر دوں اور صرف اس بات پر فخر کروں کہ ایک بادشاہ کی چشم کرم مجھ پر آ پڑی۔ نہیں میں کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔ جب مجاہد کو اس بات کی خبر پہنچی تو بجائے غم و غصہ سے لال پیلا ہونے کے، اس نے ابو غالب کی بڑی تعریف کی اور بغیر کوئی شرط لگائے اس انعام کو دوگنا کر دیا (۱)۔

اس ،،عصر الملوک ،، کی مثال اور نظیر تاریخ انسانی میں ملنی مشکل ہے، یہ دور ہر قسم کے علم و فن کے اعتبار سے سرسبز و شاداب اور زرخیز تھا۔ اس مختصر سے پُراضطراب زمانے میں اتنے زیادہ، اعلیٰ پائے کے ادیب اور شاعر پیدا ہوئے جن کا شمار ممکن نہیں۔ اس عہد میں شعر و شاعری ادباء کی محفلوں اور امراء کے عالیشان محلات کی چار دیواری سے نکل کر صناعوں اور عام پیشہ وروں کی دوکانوں، کسانوں کے کھیتوں اور محنت مزدوری کرنے والے عام انسانوں کی جھونپڑیوں میں پہنچ گئی۔ ملک کے ان عام اور

متوسط طبقے کے انسانوں میں سے تقریباً ہر شخص بہترین قسم کی نظم تخلیق کر سکتا تھا۔ قزوینی نے بیان کیا ہے کہ :

.. اہل شلب سب کے سب ، شعر کو خوب جانچ سکتے تھے اور اس پر بڑی اچھی طرح تنقید کر سکتے تھے۔ اگر تم کسی کھیت میں چلے جاؤ اور وہاں کسان سے باتیں کرو، تم اس سے کوئی شعر پوچھو یا شاعری کے متعلق کسی قسم کا سوال کرو تو وہ تمہیں فی البدیہہ اور ارتجالاً ہر موضوع کے بارے میں شعر ہی میں جواب دے گا .. - (۸)

جنس لطیف بھی اس میدان میں کسی سے پیچھے نہیں رہی۔ اس ضمن میں اکیلی ولادہ بنت المستکفی یا اللہ کا نام لینا ہی کافی ہو گا۔ ولادہ دولت بنی عباد کے علم و ادب کی سربراہ تھی (۹)۔

اس زمانے میں اگرچہ ایسے مواقع بھی آئے کہ مختلف عناصر ایک دوسرے کو نیست و نابود کر دینے کے بری طرح در پے رہے لیکن یہ دلچسپ رجحان بھی واضح تھا کہ مختلف انسانوں اور ثقافتوں میں ہم آہنگی اور ربط پیدا کیا جائے۔ دولت عبادیہ کا اس سلسلے میں مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے ہاں اتنے بہترین صاحب علم و کمال، اعلیٰ درجے کے صاحب فن شعراء و ادباء جمع ہو گئے تھے کہ کہیں اور موجود نہ تھے۔ یہ سب کے سب، اصحاب المعانی الدقیقة و الخیال الرقیق و الالفاظ العذبة تھے۔ ان میں سے عبد الجبار بن حمدیس الصقلی، ابوبکر بن زیدون، ابوبکر بن الباز (رائی المعتمد) عبد الجلیل بن وہبون اور الوزير البانس ابوبکر ابن عمار کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ان کے آقا ممدوح امیر المعتمد عبادی کو ہم کبھی نہیں بھول سکتے جس نے اپنے زمانہ قید و بند کے وہ قصائد اور حزنیہ نظمیں ہمارے سپرد کیں جو اس کے غمزدہ

مضطرب دل کی عمیق ترین گہرائیوں سے بھوٹ بھوٹ کر نکلی ہوئی ہیں۔ وہ دل جو کبھی کسی کے سامنے خشوع و خضوع اور عاجزی سے متعارف نہیں ہوا۔ جس نے کبھی مصائب و آلام دنیوی کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے اور ان سے کسی صورت ہار نہیں مانی، وہ کہتا ہے اور کتنی سچی باتیں اسکی زبان سے نکلتی ہیں :-

قالوا الخضوع سياسة

فلیبذ منک لہم خضوع

والذ من طعم الخضوع

ع علی فمی السم التقیع

ما سرت قط الی القتا

ل وکان من املی الرجوع

شیم العلی انا منهم

والاصل تتبع الفروع (۱۰)

عصر الملوک کے ان درباروں اور محلات کے پورے پورے حالات لکھنا بڑا دشوار ہے۔ اتنا ہی بتانا کافی ہے کہ المقتدر اور المؤمن من بنی ہود خود فلسفی علماء تھے۔ المؤمن فنون ریاضیہ میں بھی بڑا ماہر اور قابل تھا۔ اس فن میں اسکی بہت سی تصانیف ہیں۔ وہ فلسفہ، نجوم اور حساب کی اشاعت و ترویج کا بڑا دھنی تھا۔ بنو ہود کے زیر سایہ بہت سے فلاسفہ مثلاً ابن جبرون اور ابن باجہ پرورش پا رہے تھے۔ انھیں کے زیر سایہ الطرطوشی مؤلف سراج الملوک (۳۳۱ - ۵۳۶ ھ) نے زندگی بسر کی۔

بنو ذی النون بھی انصار علم و ادب میں سے تھے۔ ان کے دربار میں باکمال علماء و فضلاء کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا۔ مثلاً ابراہیم بن یحییٰ النقاش المعروف بہ ابن الزرقیال کواکب و نجوم کا بڑا ماہر اور

شناسا تھا۔ محمد بن بصال صاحب،، کتاب الفلاحہ،، وقاش النحوی، احمد بن مغیث، احمد الصدنی یعنی ابو جعفر صاحب کتاب المقنع بھی اس دربار کے خوشہ چینوں میں سے تھے۔

بطلیوس بھی ادب و ثقافت کا ایک بڑا مرکز تھا۔ یہاں بنوافطس کا دور دورہ تھا۔ مظفر بن افطس خود بھی تمام اقسام ادب و فن کا ماہر تھا۔ اس نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔ اسکو ادبیات خصوصاً شعر و ساعری سے اتنی گہری رغبت اور وابستگی تھی کہ وہ کہا کرتا تھا۔،، جس کے اشعار المتنبی اور المعزری کے ہم پایہ نہ ہوں وہ خاموش بیٹھا رہے،، (۱۱)۔

اس زمانے میں بطلیوس علم و ادب اور شعر و انشاء کا مرکز تھا اور مظفر فصحاء و بلغاء کا کعبہ مقصود تھا۔ القاعد میں فتح نے اسکی یہی تعریفات گنوائی ہیں۔ اسی دربار میں ابن عبدالبر القرطبی مشہور فقیہ و محدث تشریف فرما ہوتے تھے، الوزیر ابن عبدون نے بھی اپنے مشہور قصیدے میں بنو افطس کا ذکر کیا ہے۔ اس قصیدے کا تذکرہ ابن خطیب نے اعمال الاعلام میں کیا ہے۔ اور اسکی بہت تعریف کی ہے۔ یہ قصیدہ اس اعتبار سے بڑا اہم اور ممتاز ہے کہ اسمیں بطور موعظت و عبرت ان بڑے بڑے مصائب و آلام تاریخیہ کا ذکر موجود ہے جو دنیا کی بڑی بڑی ہستیوں اور بادشاہوں کو پیش آئے اور جن کی وجہ سے اکثر ان کے تاج و تخت تک چھن گئے۔ ان واقعات و حادثات میں انسان کو صبر و تسکین کا سبق دیا گیا ہے۔ کیونکہ جب سے تاریخ کا ظہور ہوا ہے اسانیت انہیں غموں اور انہی تکلیفوں میں مبتلا چلی آ رہی ہے۔ اس زمانے کے أم العواصم قرطبہ کے سب سے زیادہ قابل فخر و مباحات شخص ابن حزم تھے۔ صاعد الاندلسی ان کے بارے میں لکھتا

ہے۔ وہ اہل اندلس میں سب سے زیادہ جامع شخص ہے وہ تمام علوم اسلامیہ کا ماہر ہے۔ علم بیان ، بلاغت ، شعر، سیرواخبار اور منطق و فلسفہ میں اسکی معلومات کا دائرہ تمام علماء سے زیادہ ہے۔ خود اس کے لڑکے نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے پاس اپنے باپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تقریباً چار سو کتابیں موجود ہیں۔ " ایک یورپی مؤرخ ان کے بارے میں لکھتا ہے : "ابن حزم اپنی تصنیف الملل والنحل " کی بدولت یورپ پر کئی صدیوں سے سبقت لے جا چکا ہے کیونکہ تاریخ مذاہب ، یورپ میں کہیں ۱۹ ویں صدی میں جا کر مرتب ہوئی "۔

قرطبہ میں "ملوک الطوائف " کے عہد کے شعراء ، ادباء اور اصحاب فضل و کمال بے شمار ہیں۔ اس خوبصورت شہر میں بڑے بڑے مؤرخ بھی پیدا ہوئے۔ جن کی علمیت و فضیلت ایک مسلمہ امر ہے۔ ان میں سے ابو مروان ابن حیان صاحب التاريخ الكبير۔ جو ساٹھ جلدوں میں لکھی گئی۔ بہت مشہور ہے۔

بلنسیہ اور مرسیہ کے درباروں کا تذکرہ بھی قابل ذکر ہے۔ یہاں بنو ظاہر اور بنو صمادح برسر اقتدار تھے ، ان کے دربار وزیر ابن عباس ، ابن عبادہ ، ابن شہید ، ابن اشرف الباجی اور ابو عبد اللہ بن الحداد کی وجہ سے روشن و تابناک تھے۔ بلکہ بنو صمادح کے تقریباً تمام امراء بھی مشہور شعراء میں شمار کئے جاتے تھے ان کے دربار کے بہت سے علماء جغرافیہ میں سے ابو الحسن اللقوی (۳۵۸ ھ) کا نام سر فہرست نظر آتا ہے۔ (۱۲)

ملوک الطوائف کے عہد حکومت میں شعر و شاعری انتہا کو پہنچ گئی۔ اندلس کے لوگ اپنے شاعروں کو اپنے لئے باعث فخر و اعزاز سمجھتے تھے۔ وہ شاعروں کا کلام اور حالات زندگی جمع کرتے

اور انہیں اپنے بیاض میں نقل کر لیتے تاکہ ضائع ہونے سے محفوظ رہ سکیں۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ شعراء بھی اپنی اپنی عظمت و شہرت کی خاطر ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے لگے اسی لئے ان کا ادب نکھر گیا اور اسمیں نظافت و لطافت پیدا ہو گئی۔ ان کے کلام میں حسن و نزاکت اور فنی چاشنی ماقبل و مابعد کے زمانوں کی نسبت بوجہ کمال پائی جاتی ہے۔

اشبیلیہ میں معتضد بن عباد نے ایک شاندار محل بنوایا جس میں ہر طبقے کے شاعر جمع ہوتے اور مجالس شعر و ادب قائم ہوتیں۔ اس زمانے میں شوکت علمی و ادبی اتنی عام ہو گئی تھی کہ کوئی فقہیہ ، کوئی نجومی ، کوئی متکلم ، کوئی فیلسوف ، طیب ، ریاضی دان اور کوئی مورخ و عالم ایسا نہ تھا جو شعر نہ کہتا ہو اور اسکی رغبت نہ رکھتا ہو (۱۳)۔

اس عہد کی شاعری میں ایک قابل ذکر جدت ہوئی اور وہ ہے تصوف و فلسفہ کے مضامین کی کثرت۔ اس صنف شعر میں ابن العربی اور ابن سبعین زیادہ مشہور ہوئے۔ اسی زمانے میں رسائل „اخوان الصفا“ اندلس میں داخل ہوئے ، اندلسی اشعار اور حکم و امثال میں ان رسائل کی بے شمار تلمیحات پائی جاتی ہیں۔ بعض لوگوں کا تو یہاں تک کہنا ہے کہ دراصل مجریطی الاندلسی ہی ان کا مصنف و مؤلف تھا۔ (۱۴)

یہ بزم علم و ادب قائم رہی ، تاآنکہ عربوں کو سپین سے کلیۃً ملک بدر کر دیا گیا اور ان دیار سے انکی تہذیب و ثقافت کا آفتاب غروب ہو گیا۔ عربوں کی تاریخ کا یہ باب اس قدر عظیم المرتبت ہے کہ بقول (Josef Mouattee) یہ خبریں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اندلس ہی کے مسلمان تھے جنہوں نے اس نئی تہذیب و مدنیت کی بنیاد رکھی (۱۵)۔

عہد ملوک الطوائف کے چند مشہور حکمران

ابن جہور :- ابو الحزم ، جہور بن محمد بن جہور والی قرطبہ ، اول محرم ۳۶۳ھ میں پیدا ہوا اور جمعرات ۲۳ محرم ۴۳۵ھ کو وفات پائی ، نماز جنازہ اس کے بیٹے ابو الولید محمد نے پڑھائی ۔ ابو الحزم میں بہت سی خوبیاں تھیں ۔ وہ بنفس نفیس رعایا کے جنازوں میں شرکت کرتا ، مریضوں کی تیمارداری کے لئے جاتا ۔ علماء و ادباء کی مجلسوں میں بیٹھتا ۔ وہ خود بھی بہت بڑا عالم تھا ۔ اس نے ابو بکر عباس بن ہمزانی ، ابو محمد الاصلی ، قاضی ابو عبد اللہ بن مفرخ ، ابو القاسم خلف بن قاسم اور ابو یحییٰ زکریا بن الاشبح وغیرہم سے علم کی تحصیل کی ۔ اس سے ابو عبد اللہ محمد بن عتاب الفقیہ نے روایت لی اور کہا :

..حدثنا ثقة من الشيوخ الاکابر یعنی ابو الحزم هذا .. (۱۶)۔

وہ بڑا مدبر اور زبردست منتظم تھا ، لوگ اس کے عہد حکومت میں بڑے آرام اور سکون کی زندگی بسر کرتے تھے ۔ جو چاہتا بلا جھجک اپنی حاجت لیکر اس کے پاس جا سکتا تھا ۔ ..کان مخلصا رشیدا الیہ یرجع الفضل فی استتباب الأمن ورفع المظالم .. ۔ ابن جہور دراصل بنو امیہ کے خلاف ایام فتنہ میں قرطبہ کی ایک جماعت کا سردار تھا ۔ جب لشکر نے آخری اموی خلیفہ کو تخت سے اتارا تو وہ اندلس کے ایک حصے پر قابض ہو گیا ۔ ۳۲۲ھ میں والی بنا ، وہ اہل علم کا پیروکار تھا ، (۱۷)۔

ابو الحزم ایک شریف اور معزز گھرانے کا فرد تھا ۔ اس کے آباء و اجداد دولت حکمیہ اور دولت عامریہ کے وزراء رہ چکے تھے ۔ شروع شروع میں اس نے اپنے لئے محض امیر کا لقب اختیار کیا ۔ اور سلطنت کے کاموں میں دلجمعی سے مشغول رہا ۔ یہاں تک کہ عوام کے دلوں میں اسکی محبت جانگزیں ہو گئی اور اسکی امارت پر سب نے

اتفاق کر لیا۔ اس نے بڑی شان و شوکت سے انتظام مملکت کو سنبھالے رکھا، لوگ فارغ البال ہو گئے اور قرطبہ امن و سلامتی کا گھر بن گیا۔ اس نے ۱۳ سال اور کچھ مہینے،، امارت،، کے فرائض سر انجام دیئے۔ (۱۸)

ابن جہور ابو الحزم کو شعرگوئی سے بھی رغبت تھی۔ ابن خاقان نے مطمح الانفس میں لکھا ہے :

وكان لابی الحزم ادب و وقار و حلم سارت بها الامثال واثبت من شعره ما هو لائق و وقف على قصور الامويين فقال :

قلت يوما لدار قوم ، تفانوا

این سکانک العزاز علینا

فاجابت : هنا أقاموا قليلا

ثم ساروا ولست اعلم اينا (۱۹)

ابو الحزم کے بعد اس کا بیٹا ابو الولید محمد والی ہوا۔ امور سلطنت اور انتظام دولت میں وہ بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا اور وہی عمدہ طور طریقے اختیار کئے۔ اس نے باپ کے تمام اچھے قوانین و احکام کو برقرار رکھا۔ اس نے شوال ۳۳۳ھ میں دارفانی سے انتقال کیا۔

ابو الولید کے بعد اس کا لڑکا عبدالملک حاکم قرطبہ بنا۔ وہ پسندیدہ سیرت اور اعلیٰ کردار و اخلاق کا مالک نہیں تھا۔ اہل قرطبہ نے اسے تخت سے محروم کر دیا اور اس کے بعد المعتمد بن عباد نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا۔

المعتضد و المعتمد :-

بنو جہور کی حکومت کے خاتمہ پر اہل اشبیلیہ نے ابو القاسم محمد بن اسماعیل بن عباد اللخمی کو جو وہاں کا قاضی تھا اپنا امیر

منتخب کیا۔ ابو القاسم ، نعمان بن منذر ملک حیرہ کی اولاد سے تھا۔ وہ بہت عقلمند ، وسیع الصدر ، عالی ہمت، حسن تدبیر کا مالک اور بڑا مصلحت اندیش تھا۔ ابو القاسم کے دو لڑکے تھے۔ ابو الولید اور عباد جسکی کنیت ابو عمرو تھی۔ اس کی وفات کے بعد اس کا لڑکا ابو عمرو عباد، المعتضد بالله کے لقب سے سریر آرا سلطنت ہوا۔ ملوک الطوائف میں اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے :-

اما المعتضد ... قد أخذ بطرف مناسب من الثقافة والتعليم الحسن شاعر مجید وکان محبا للادب ، شغوفاً بالفنون۔ وهو ذلك الرجل المثقف المهدب و الانسان الرقيق و الملك عظيم الشأن و كان يمتاز من الذوق و لطف الاحساس وقوة التمييز (۲۰)۔

المعتضد کے بعد المعتمد اس کا لڑکا والی ہوا۔ اس کا نام ابو القاسم محمد تھا۔ معتمد وہی حکمران ہے جس نے بنو جہور پر غلبہ پایا اور قرطبہ پر قابض ہوا۔ یہاں تک کہ امیر یوسف بن تاشفین کا ورود اندلس ہوا۔ اس نے سارے ملک کو اپنے زیر تسلط کر لیا۔ اور المعتمد کو مراکش کے ایک گاؤں اغمات میں بھیج دیا۔ یہ واقعہ سن ۳۸۸ھ کا ہے۔ اسی مقام پر اس نے بڑی غربت اور کس میرسی کی حالت میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ (۲۱)

المعتضد اور المعتمد دونوں ملوک الطوائف میں سب سے زیادہ وسیع علاقے اور بڑی سلطنت کے مالک تھے ، دونوں کا دبدبہ اور جاہ و حشمت بھی سب سے بڑھ کر تھی۔ یہ دونوں باپ بیٹا ، ان کی اولاد اور آباء و اجداد تقریباً سبھی اہل علم و فضل تھے اور ان کا شمار اچھے شعراء میں ہوتا تھا۔ ملوک الطوائف (مصنفہ ڈوزی) جسے کامل الکیلانی نے عربی میں ترجمہ کیا ہے ، میں المعتضد اور معتمد کے بہت سے اشعار نقل کئے ہیں۔ اس کتاب میں عہد بنی عباد کے

سیاسی حالات و واقعات بھی شرح و بسط کرے ساتھ۔ بیان کئے گئے ہیں۔ ابن خلدون نے بھی اپنی تاریخ میں بنو عباد کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔

المعتمد بن المعتضد ۱۰۳۰ء میں پیدا ہوا۔ ابھی بارہ سال کی عمر تھی کہ باپ نے اسے مختلف صوبوں کی حکومت تفویض کی۔ وہ اصحاب علم و ادب کا مربی اور خود بھی عمدہ شعر گو تھا۔ ملوک الطوائف میں اس کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے :-

،،كان المعتمد و وزيره مفتونين بالشعر ، فاصبح قصر اشبيلية ملتی الشعراء والفحول ، فقد كان الخليفة نقادا بارع الملاحظة دقيق الحس خصب الشاعرية وكان يتذوق الاسلوب تذوق الشاعر الصادق الشعور ، وكان رايه فيصلا في الحكم على الشعراء - فاذا ظفر الخليفة بشاعر موهوب اقبل عليه وادناه من مجلسه و اغرقه بكرمه اغراقا ،، (۲۲)۔

ابن عمار :-

الوزير ابوبكر محمد بن عمار۔ اصل میں شبنوس ، جو شلب کے علاقے میں ایک گاؤں ہے کا رہنے والا تھا۔ اس کے آباء و اجداد یہیں قیام پذیر تھے۔ وہ ایک غریب گھرانے کا معمولی سا فرد تھا۔ اس کے اسلاف میں سے کوئی بھی سرکاری ملازمت حاصل نہ کر سکا۔ انہیں دربار میں کوئی رسائی نہ تھی۔ ابن عمار ابھی بچہ ہی تھا کہ شلب کے شہر میں آیا۔ یہیں بڑھا اور جوان ہوا۔ اس نے ابو الحجاج یوسف بن عیسیٰ الاعلم وغیرہ سے علم و ادب حاصل کیا۔

اس کے بعد وہ قرطبہ میں چلا آیا۔ یہاں علم و فن اور شاعری میں خوب مہارت پیدا کی اور اسی ذریعے سے قوت لایعوت حاصل کرتا رہا۔ وہ امراء و رؤسا کی مدح سرائی کرتا پھرتا تھا اور اس مقصد کی خاطر اس نے اندلس کا کونا کونا چھان مارا۔

بالآخر اس کے دن پھرے اور قسمت نے یاوری کی - اور ترقی حاصل کی حتی کہ اشبیلیہ کے المعتمد علی اللہ سے اس کی شناسائی ہو گئی - المعتمد ان دنوں عالم شاہزادگی میں تھا - ابن عمار اس کی خدمت میں منہمک رہا اور اس کے خاص مصاحبین میں شمار ہونے لگا - معتمد اس پر بڑا مہربان تھا اور اسے اپنے قریب ترین احباب میں سے سمجھتا تھا - لیکن ایک ناگہانی حادثے نے ابن عمار کی زندگی کو تلف کر دیا اور آخر کار ۳۷۹ھ میں اسے قتل کرا دیا گیا - ابن عمار کا شمار اندلس کے معروف شعراء میں ہوتا ہے ، المعجب میں اس کا ذکر ان خوبصورت الفاظ میں ملتا ہے :-

الوزير ابوبكر محمد بن عمار ذوالنفس العصامية - كان احد الشعراء المجيدين على طريقة ابي القاسم محمد بن هانى الاندلسى و ربما كان احلى منه فى كثير من شعره - ولشعره ديوان يدور بين ايدى اهل الاندلس ... وربما تغالى بعضهم فشبهه بأبي الطيب -

ابن عمار کے مشہور قصائد میں سے ایک وہ ہے جو اس نے اس موقع پر لکھا جب کہ المعتضد نے اسے المعتمد سے جدا کر دیا تھا - محی الدین المراكشى نے ابن عمار کے حالات بڑی تفصیل سے بیان کئے ہیں - (۲۳)

ابن خلکان نے الوزير ابن عمار اور الوزير ابن زیدون کے بارے میں تحریر کیا ہے :

هو و ابن زیدون فرسا زهان ورضيعا لبان فى التصرف فى فنون البيان - وهما كانا شاعرى ذلك الزمان (۲۴) -

عہد ملوک الطوائف (گیارہویں صدی عیسوی کے اندلس) کا زعيم الشعراء ابو الوليد احمد بن عبد اللہ بن احمد بن غالب - ابن زیدون تھا - جس کا تعلق عرب کے قدیم قریشی خانوادے بنو مخزوم

سے تھا۔ وہ ایک ماہر فن ادیب ، صاحب طرز شاعر اور ایک معروف و مقبول سیاسی شخصیت کا مالک تھا جسے ،،ذوالوزارتین کے لقب سے نوازا گیا۔ اسکے کلام میں محاکات و تخیل اور شعریت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ، اس کے تصورات کی دنیا بڑی حسین اور رنگین ہے ، اس کے اشعار گنگنا کر حرارتِ عشق اور رعنائی خیال میں کچھ اضافہ سا محسوس ہونے لگتا ہے ، اور اس کا حسن تغزل دل کی دھڑکنوں کو تیز کر دیتا ہے۔ وہ اپنے عہد کا سب سے بڑا شاعر اور بلند مرتبہ ادیب تھا ، ادبیات عرب میں وہ ایک بلند و بالا مقام پر فائز نظر آتا ہے ، اسے تاریخ ادب میں ،،بحتری الغرب « کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ، اسکی شاعری کا بہت سا حصہ ولادة بنت المستکفی بالله کی حسین و جمیل شخصیت کے گرد گھومتا ہے جو خود بھی قادر الکلام شاعرہ تھی۔ ابن زیدون کے بارے میں تفصیلاً گفتگو کسی اور موقعہ پر ،،فکر و نظر« میں پیش کی جائے گی۔ فی الحال اس کے کچھ خوبصورت اشعار سے لطف اندوز ہو لیجئے :-

سلام علی القرطبة

علی الثَّغَبِ الشَّهْدِي مَنِي تَحِيَّة
 زَكْتٌ ، وَعَلَى وَادِي الْعَقِيقِ سَلَام
 وَلَا زَالِ نَوْرٍ فِي الرُّصَافَةِ ضَا حَك
 بَارِجَانَهَا ، بِيكِي عَلَيْهِ غَمَام
 مَعَاهِدْ لَهْوَ لَمْ تَزَلْ فِي ظَلَالِهَا
 تُدَارِ عَلَيْنَا ، فِي الْمَجُونِ ، مَدَام
 تَذَكَّرْتُ أَيَّامِي بِهَا فَتَبَادَرْتُ
 دَمَوْعٌ كَمَا خَانَ الْفَرِيدُ نِظَام

قرطبة الغراء

سقى الله اطلال الاحبة بالحمى
 وحاك عليها ثوبَ وَشِيْ مِنْمَنَا
 واطلع فيها للازاهير انجما
 فكم رفلت فيها الخرائد كالدمى
 إِذِ العِيشُ غَضُ والزمانُ غلامُ
 فقلْ لزمانٍ قد تولى نعيمه
 ورثت على مر الليالى رسومه
 وكم رقّ فيه بالعشى نسيمه
 ولاحت لسارى الليل فيه نجومه
 عليك من الصب المشوق سلام

يَالَيْتَ مَالِكَ عِنْدِي

مِنَ الهوى لى عندك
 فطال لسيلك بعدى
 كَطولِ لَيْلِيْ بِعِندِكَ
 سَلْنِي حَيَاتِيْ أَهْبَهَا
 فَلَسْتُ أملك رَدَكَ
 الدهر عبدي لَمَّا
 أَصْبَحْتُ فِي الحَبْرِ عِندِكَ

انتِ معني الضني وسرّ اللموع
 وسبيلُ الهوى وقصدُ الوُلوَع
 انتِ والشمسُ ضرّ تانٍ ولكن
 لك عند الغروب فضلُ الطلوع

حواشي و حواله جات

- ١ - هشري آف دي عزيز ، ص ٥٢٤ -
- ٢ - الادب الاندلسي ، ص ٥٥ -
- ٣ - الادب العربي و تاريخه ، ص ٢٨ -
- ٤ - الادب الاندلسي ، ص ٥٦ -
- ٥ - تاريخ اسلام ، ص ٢٤٨ -
- ٦ - الادب الاندلسي ، ص ٦١ -
- ٧ - الادب الاندلسي ، ص ٦٢ -
- ٨ - نظرات في تاريخ الادب الاندلسي ، ص ٢٣٥ -
- ٩ - قوافل العروية و مواكبا ، ص ١١٣ -
- ١٠ - الادب الاندلسي ، ص ٦٣ -
- ١١ - الادب الاندلسي ، ص ٦٣ - ٦٥ -
- ١٢ - الادب الاندلسي ، ص ٦٦ - ٦٤ و بعد -
- ١٣ - الادب الاندلسي ، ص ٩٦ - ٩٤ -
- ١٤ - الادب الاندلسي ، ص ٥٤ -
- ١٥ - الادب الاندلسي ، ص ٩١ -
- ١٦ - كتاب الصلة ، ص ١٣٢ -
- ١٧ - ملوك الطوائف ، ص ١٠ ، ١١ -
- ١٨ - كتاب المعجب ، ص ٣٢ - ٣٣ -
- ١٩ - المطمح ، ص ١٣ ، ١٥ -
- ٢٠ - ملوك الطوائف ، ص ١٠١ -
- ٢١ - ملوك الطوائف ، ص ٢٣ (حاشيه) -
- ٢٢ - ملوك الطوائف ، ص ٢١٣ -
- ٢٣ - المعجب في تلخيص اخبار المغرب ، ص ٤٦ - ٩٠ -
- ٢٤ - وفيات الاعيان جزء ثاني ، ص ٣٦٩ -

